از جناب طہور جارچوی صاحب

مرثیہ

زینب جو زینتِ چمنِ پنجتن ہوئی | حاصل حسنؑ حسینؑ کو پیار کا بن ہوئی
جب قادر الکلام وہ غنچہ دہن ہوئی | عرضی گزار نانا سے شیریں سخن ہوئی
میں ہو رہی ہوں خوف زدہ ایک خواب سے
تعبیر چاہتی ہوں رسالت مآبؐ سے

بولے نبیؐ سناؤ۔ تو بچی نے یوں کہا | خوابِ شبِ گزشتہ میں دیکھا یہ ماجرا
سرسبز ایک جا شجرِ پر شکوہ تھا | محفوظ کر رہے تھے مجھے سایہ و فضا
شاخیں تھیں پانچ۔ نقشۂ ابرِ بہار تھا
وہ تھا شجر کہ رحمتِ پروردگار تھا

میں محوِ شکرِ خالقِ حسنِ شجر میں تھی | رک رک کے پانچ بار کچھ ایسی ہوا چلی
رفتہ رفتہ پانچوں ہی شاخیں گرا گئی | جلنے لگی میں دھوپ سے سر پر ردا نہ تھی
جائے اماں نہ پائی جہاں تک نگہ گئی
تنہا میں آگ لگتے بیاباں میں رہ گئی

www.emarsiya.com

یہ خواب سن کے روئے رسولِ فلک وقار | لپٹاتے تھے گلے سے نواسی کو بار بار
رہ رہ کے آرہا تھا حبیبِ خدا کو پیار | سر اور بازو چومتے تھے ہو کے بے قرار
فرمایا۔ ہے نصیب کی تحریر۔ دردناک
بیٹی ہے تیرے خواب کی تعبیر دردناک

دیکھا جو خواب میں شجرِ طیبہ ہے وہ | آدمؑ سے جو شروع ہوا سلسلہ ہے وہ
منزل ہے مومنوں کی ارم راستہ ہے وہ | معبود اور عبد میں بھی رابطہ ہے وہ
شاخیں جو پانچ دیکھیں خود اپنی مثال ہیں
میں ہوں۔ علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے لال ہیں

پہلے اٹھے گا سر سے ترے نانا۔ میری جاں | پھر روز بعد فاطمہؑ بھی جائیں گی جہاں
ہوں گے علیؑ شگافتہ سر خلد کو رواں | پھر زہر سے شہید حسنؑ ہوں کے الاماں
یہ چار داغ پردے میں رہ کر اٹھائے گا
بارِ غمِ حسینؑ کھلے سر اٹھائے گی

پچپن برس کی عمر میں ہوں گے بہت محن | تو ہو گی جب حسینؑ کے ہمراہ بے وطن
اجڑے گا ایک دشت میں گلزارِ پنجتنؑ | لاشے ترے عزیزوں کے سب ہوں گے بے کفن
ظلم اہلِ کیں۔ مریض بھتیجے پہ توڑیں گے
ملعون۔ چادریں بھی سروں پر نہ چھوڑیں گے

شانوں میں تیرے باندھیں گے ظالم جو رسیاں | بچوں کی گردنوں میں بھی کس دیں گے رسیاں
بچ جائے گا جو قتل سے فرزند ناتواں | لوہے سے اس کو جکڑیں گے بے دین الاماں
تو ہو گی اپنے کنبے کی غمخوار دشت میں
کوئی نہ ہو گا تیرا مددگار دشت میں

بچی علیؑ کی لاڈلی تھی فاطمہؑ کی جاں | بولی کہ ہو لناک ہے یہ میرا امتحاں
لیکن یہ وعدہ کرتی ہوں حضرت سے نانا جاں | اونچا کروں گی عظمتِ اسلام کا نشاں
زینبؑ ظہور۔ دین کی دنیا پہ چھا گئی
سویا ہوا ضمیرِ مسلماں جگا گئی

---

www.emarsiya.com

مرثیہ

کرتے ہیں ناقلانِ تواریخ یہ بیاں | مسجد میں ایک روز تھے پیغمبرِ زماں
اصحاب گرد و پیش تھے دلشاد و کامراں | حاضر ہوا عرب کوئی مسجد میں ناگہاں
جھک کر سلام پہلے تو با صد ادب کیا
پھر ایک اسپ نذرِ امیرِ عرب کیا

نذرانہ کر لیا شہِ اسلام نے قبول | خوش تھا نیاز مند۔ ہوا مدعا حصول
تشریف لائے اتنے میں گلزارِ دیں کے پھول | یعنی حسینؑ ابنِ علیؑ۔ دلبرِ بتولؑ
ننھے سے ہاتھ جوڑ کے سر کو جھکا لیا
نانا نے لے کے گود میں دل سے لگا لیا

کم عمر اسپ دیکھا جو کم سن حسینؑ نے | نانا کی گود چھوڑ دی اس نورِ عین نے
جا کر قریب فاطمہؑ کے دل کے چین نے | لی باگ ابنِ فاتحِ بدر و حنین نے
راکب کے دل کا قصد جو مرکب نے پا لیا
فوراً زمیں پہ بیٹھ کے سر کو جھکا لیا